رجسٹرڈ نمبر ۱۰۹۳

THE AKHBAR AL-HAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دگر

مجرم کو دعا
فرزند بکر
سید نا محمود
مینار المسیح
محکم دفاع
الہام سید نا
حضرت مسیح
موعود علیہ السلام

سالانہ چندہ اخبار
والیان ریاست
مراسلے
صاحبان
سے
عوام سے
صفحہ ۵

مرکز احمدیہ قادیان دار الامان سے ہر جمعہ و منگر نیری ۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: شیخ یعقوب علی تراب المصری عرفانی

چہ گویم با تو گر آئی جہاد قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۲۵ | مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ھ | نمبر ۱۸

درس القرآن فی شہر رمضان

جیسا کہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ علامہ اجل حافظ روشن علی صاحب نے مسجد اقصیٰ میں درس القرآن شروع کر رکھا ہے جو ان شاء اللہ رمضان میں ہی ختم ہو گا ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے ناظرین کو اس درس کے مفید اور خاص نوٹ بذریعہ اخبار پہنچاتے رہیں کیونکہ امسال آپ خصوصیت سے آریوں کے اعتراضات کے جواب بیان فرماتے ہیں) اگر وہ گھر بیٹھے قادیان کے برکات سے کچھ حصہ لے سکیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے (ایڈیٹر)

شیطان قرآن پڑھتے وقت کیونکر گمراہ کرتا ہے؟

بعض لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ جب قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس کو پڑھتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے قرآن تو خدا کا کلمہ ہے اس کو پڑھتے وقت شیطان کیوں کر انسان کو گمراہ کر سکتا ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم تو بیشک خدا کی کتاب ہے۔ اور شیطان اس میں گمراہی نہیں ڈال سکتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ مگر شیطان قرآن پڑھتے وقت انسان کو یوں دھوکہ دیتا ہے کہ دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ یہ حکم تو اوروں کے لیے ہے اور یہ وعدہ بھی دوسروں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور اس طرح کرتے کرتے اپنے آپ کو ساری قرآن سے علیحدہ کر لیتا ہے اور نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلیے ایسے وسوسوں سے بچنے کے لیے اعوذ پڑھنے کا حکم دیا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر ایک مسلمان آخری وقت تک یہی دعا کرتا ہے کہ کسی کو سیدھا راستہ نہیں ملا

جواب اول خدا تعالیٰ کے راستہ بہت ہیں۔ جیسے کہ فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ روحانیت کے لیے ہر روز ایک نیا راستہ ملتا ہے اس لیے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ روحانی ترقی بے انتہا ہے۔

جواب دوم ھدایۃ کے معنے علاوہ دکھانے کے یہ ہیں۔ منزل مقصود پر پہنچانا۔ منزل مقصود مشوق آفرینش تک پہنچانا۔ دوسرے معنوں کی رو سے استقامت ہدایت کی دعا ہے تیسرے معنوں کے لحاظ سے ترقی روحانیت کے لیے دعا ہے۔

جواب سوم اس دعا میں لفظ نا ہے جس میں تمام دنیا شامل ہے۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین کو ہدایت مل گئی اور مل جاتی ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت رحمۃ للعالمین تھی اسلیے آپ اور مومن ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے خدا تو ساری دنیا کو ہدایت دے۔ جبتک ایک شخص بھی ضلالت پر ہے اور جنت سے باہر ہے۔ مومنوں کا فرض ہے کہ دعا کرتے رہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن نہایت ہمدرد ہوتا ہے۔

الٓمّٓ

(سورہ بقرہ)

ایسے حروف اللہ کے ناموں کا اختصار ہوتے ہیں۔ عرب کا دستور ہے کہ خط لکھنے والا پہلے نام لکھتا ہے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی اپنے خط کے اوپر اپنے اسماء درج کرتے ہیں تو معنی ہوئے انا اللہ اعلم میں اللہ غوب جاننے والا ہوں۔ اور یہی قول ہے حضرت علی ابن مسعود رضؓ کا جو اول مخاطبین تھے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

متقی کے معنی عام ہیں۔ ہر ایک جو بچنا چاہے تو اس کے ماتحت ساری دنیا آجاتی ہے گویا ہر ایک جو خدا کے عذاب اور گناہوں سے بچنا چاہتا ہے۔ یہ کتاب اس کو ہدایت دیتی ہے (۲) متقی سے خاص ہی مراد ہو تو یہ قرآن کریم کا آخری کمال بیان کیا گیا ہے اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ غیر متقی کو ہدایت نہیں دیتا جسطرح جو استاد بی اے کو پڑھا سکتا ہے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پرائمری کو نہیں پڑھا سکتا ہے۔

وَبِالْاٰخِرَۃِ

میں (علامہ اہل موصوف) نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ اس سے مراد مسیح موعود پر نازل ہونے والی وحی اور رسالت ہے اور یہی مناسب مقام ہے کیونکہ پہلے ماضی اور حال کی وحی کا ذکر ہے۔ اسی اس کے مناسب استقبال کی وحی اور رسالت کا ذکر آنا چاہیئے۔

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ آخرت سے مراد صرف قیامت ہی ہوتی ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ آخرۃ وصف ہے جس کا موصوف محذوف ہے وہ دار کا لفظ ہوتا ہے جیسے دوسری جگہ آیا تلک الدار الآخرۃ۔ لیکن قرآن کریم میں دو جگہ لفظ آخرت آیا ہے۔ جہاں پر قیامت بالکل مراد نہیں ہو سکتی سورۂ بنی اسرائیل ع ۸ میں ہے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ جس سے مراد دوسری باری ہے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک میں ہے پس معلوم ہوا یہ کہنا کہ آخرۃ ہمیشہ دار کی صفت ہوتی ہے بالکل غلط ہے۔

(۲) پارہ ۳۰ میں ہے فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی اس جگہ آخرۃ اصل میں ہے الکلمۃ الاخرۃ کہ دوسری بات کے بدلہ میں بھی اس کو سزا دی گئی۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اس بالآخرۃ سے مراد بالکلمۃ الاخرۃ ہے کہ وہ آخری اور پچھلی کلام الٰہی اور وحی کو بھی مانتے ہیں:۔

یوقنون

استمرار وحی کا ذکر کر کے فرمایا۔ کہ جب انہوں نے مشاہدہ کر لیا کہ گزشتہ زمانہ میں بھی وحی الٰہی اور الہام ہوتا تھا اور حال میں بھی ہوتا ہے تو ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ آئندہ بھی ضرور وحی ہو گی۔ اسلیے یوقنون کا لفظ رکھا ہے

ھم المفلحون

اولئک الرجل ظفر بمرادہ ومقصودہ اپنے مقصود کو پانیوالے ہیں فلاح کا درجہ نجات سے اعلیٰ ہے۔

سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ الخ

اس پر دو اعتراض ہیں۔

(۱) جب یہ حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا ان پر اثر نہیں کرتا تو اور کسی کا کیا اثر کرے گا اسلیے مطلقاً تبلیغ فضول ہے

(۲) لا یؤمنون خبر ہے۔ حالانکہ کفار ایمان لائے اور لاتے رہینگے۔ تو یاد رہے کفر کے معنی ستر کے ہوتے ہیں تو مراد ان الذین کفروا سے وہ منکر ہیں جن پر اتمام حجت ہو گئی اور وہ اپنی ہٹ کیوجہ سے نہیں مانتے۔ جیسے فرعونیوں کے متعلق آتا ہے وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ کہ انہوں نے انکار کر دیا مگر ان کے دل مان چکے تھے تو اسی طرح اس آیت میں بھی وہ کفر مراد ہیں جن پر حق کھل گیا۔ مگر وہ اپنی شرارت کی وجہ سے نہیں مانتے وہ واقعی ایمان نہیں لاتے۔

تبلیغ فضول نہیں ٹھہرتی کیونکہ پتہ تو نہیں ہوتا کہ کون مانیگا یا نہ مانیگا اور جن پر اتمام حجت مکمل ہو گیا وہ مورد عذاب بنیں۔ ان کا کوئی عذر باقی نہ رہ سکے۔

خَتَمَ اللّٰہُ

یہاں بھی اور اسی قسم کے کفار دادہیں اور مہر بطور جزا کے ہے کہ انہوں نے حق کو جان بوجھ کر انکار کر دیا اسلیے یہ سزا ملی کہ ان کے دل پر مہر لگ گئی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بِکُفْرِھِمْ کہ خدا نے ان کے دلوں پر ان کے کفر کیوجہ سے مہر لگا دی اگر وہ کفر کو چھوڑ دیں اور اس سے باز آ جائیں تو وہ مہر بھی ٹوٹ جائے۔ (باقی آئندہ)

مسلمانو! بیدار ہو!

اسلام کا بلند ہو دنیا میں تا کہ نام
کاندھے پہ رکھ کے قوم کا اونچا نشاں بڑھو

شبنم نے پھولوں کو تر و تازہ کیا، پھول وضو کر کے خدا کی یاد میں سرنگوں، مرغ بھی خدا کی یاد میں مشغول ہیں۔ لیکن ہم ابھی بستر راحت پر پڑے سو رہے ہیں صبح کا سہانا وقت ہے۔ بادصبا اپنے نازک جھونکوں سے گویا ہمیں جگانا چاہتی ہے۔ کوئیں کی روں روں کی دل آویز آواز ہمیں دیوانہ بنا رہی ہے۔ کبک و قمری خدا کی یاد میں چہک رہی ہیں۔ چڑیاں بے چوں بے چوں کا ورد کر رہی ہیں۔ غرضیکہ ہر پرند و چرند اس شافی مطلق کی یاد میں محو ہے۔ لیکن حیف ہم ابھی تک خواب غفلت میں دئے پڑے ہیں آفتاب کی سنہلی کرنیں چھن چھن کر دریچہ سے چہرے پر پڑ رہی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دن نکل آیا مگر آہ! ابھی تک کسالت و بطالت کا جن سوار ہے اور بستر سے اٹھنے نہیں دیتا۔ آخر کار آفتاب کی کرنیں تیز ہوتی ہیں اور ایسا تھپڑ رسید کرتی ہیں کہ بن اٹھے چارہ نہیں ہوتا افتاں و خیزاں جب دروازے تک جاتے ہیں تو آنکھیں کھلتی ہیں بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ او ہو دن چڑھ آیا۔ اور پھر کف افسوس ملنا پڑتا ہے۔

اے مسلمانو! تم جو ابھی تک خواب غفلت میں سو رہے ہو۔ جاگو ہوئے بزم احباب میں نشاط و طرب کے نغمے سن رہے ہو تمہیں ذرا بھی خبر نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور تمہیں کیا کرنا ہے اے مسلمان کہلانیوالو! تمہاری اگلی عظمت کہاں گئی قومی حمیت بالکل مفقود ہو گئی۔ اگر اب بھی آپ دور حاضرہ کو بنظر تحقیق دیکھیں تو سب حقیقت کا انکشاف ہو جاوے۔ آپکو ملکانہ کے حالات بخوبی معلوم ہیں کہ آریہ لوگ مسلمان راجپوتوں پر کیا کیا مظالم کر رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک کان سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ اے غافل مسلمانو! دیکھو! کہ ایک ہندو شاعر اپنی ایک نظم کے مقطع میں کیا لکھتا ہے ؎

مار اک پھونک اور بجھا دے مشعل اسلام کو
سونپ دے یہ مقدس کام منشی رام کو

دشمنان دین تمہارے مذہب کو ایک کم بضاعت بے حقیقت کھلونا سمجھے بیٹھے ہیں اور شمع سحری سمجھ کر پھونک سے گل کر دینا چاہتے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ دین ان کے کب نیست و نابود ہو سکتا ہے ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔ اے احمدی قوم! یہ مانا کہ دوسرے لوگ جو مسلم کہلاتے ہیں سوئے ہوئے ہیں مگر تو نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خلفاء کے دست مبارک پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے کیا تو بھی غفلت میں پڑی ہے کیا اپنا وعدہ بھول گئی۔ تو اٹھ! اپنے مسلمان بھائیوں کو اس گرداب ضلالت سے بچا۔

پیارے احمدی بھائیو! وہ عظیم الشان شخص جو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ ثانی ہے۔ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تین تین ماہ کے لیے اسلام کی خاطر زندگیاں وقف کرو۔ مگر تم ہو کہ ابھی تک خواب غفلت میں پڑے ہو اتنی بڑی جماعت سے تا حال صرف پانچسو اصحاب نے زندگیاں وقف کی ہیں گوئے سبقت لے گئے ہیں حیف ہے اُن کی زندگی پر جنہوں نے تا ال تو جہالیں کی اور اپنے ناموں کو حضور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش نہیں کیا۔ ؎ اے مرے اہل وفا ست کبھی گام نہ ہو۔ اے احمدی مسلمانو! یہ دن کام کرنیکے ہیں نہ کہ سست رہنے کے اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں آ رہا ہے۔ کمر ہمت باندھو اور اس کے بچانے کا عزم کر لو سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو۔ اس فنا ہو جانیوالی دنیا کی پروا نہ کرو۔ اپنا سب جان و مال دین کی اشاعت اور تبلیغ میں صرف کر دو۔ اور آخرت کے لیے سامان پیدا کر لو۔ ؎

یہ زر و مال تو دنیا ہی میں رہ جائیں گے
حشر کے روز جو کام آئے وہ زر پیدا کر

آخر میں میری عموماً اور خصوصاً احمدی صاحبان سے عاجزی اور انکساری سے التجا ہے کہ برائے خدا کسالت اور بطالت سے اجتناب کریں اور دین اسلام کو پھیلانے کی خاطر میدان ارتداد میں کود پڑیں اور اپنے بھائیوں کو آریوں کے مکر و فریب سے آگاہ کریں تا کہ وہ ضلالت کے گڑھے میں نہ گریں۔

برادران قوم! اگر خدا پر بھروسہ کر کے نکلو گے اور دعاؤں اور صبر و استقلال سے کام لو گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ میدان تمہارے ہی ہاتھ میں ہو گا اور دشمن بے نیل و مرام دم دبا کر بھاگ جائیگا۔

(خاکسار عبدالمجید طالب علم احمدی حبیم)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور خاندان نبوت میں ہر طرح خیریت ہے اور حضرت خلیفہ اوّل کے گھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے

۲۔ حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بعد نماز عصر مجلس مشاورت میں شریک ہوتے اور تبلیغ کے متعلق ہدایات جاری فرماتے ہیں

۳۔ آج ۷ بجے تک علامہ ہر حافظ روشن علیصاحب ۱۴ پارہ کا درس قرآن کریم ختم فرما چکے ہیں۔

۴۔ اڈیٹر الحکم چند ایک ضروری امور کی وجہ سے تا حال علالت ارتداد میں مقیم ہیں۔

۵۔ گرمی کی شدت ہو رہی ہے جسکی وجہ سے روزہ داروں کو خاص مجاہدہ کرنا پڑتا ہے

درخواست دعا

تمام احباب جناب مولوی محمد اللہ دتا صاحب جالندھری کی جسمانی صحت اور روحانی ترقیات کے لیے صدق دل سے دعا فرمائیں

دنیائے اسلام کی نظر مسلمانانِ ہند پر

"سلطان ٹرکی" کی اُمید

"وکیل" امرتسر میں حضرت سلطان ٹرکی کے کچھ کلمات شائع ہوئے ہیں۔ جن میں آپ فرماتے ہیں :-

"مجھ کو ابتداء سے اس پر ایمان ہے کہ تمام دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کی حیات اور زندگی کا راز ہندوستان کے مسلمانوں کے متعلق رکھنے میں مخفی ہے بیشک ہندوستان کے مسلمان اسلام کا دل ہیں یا کم از کم ایک باشیدار قلعہ ہیں"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں اسلام کی ترقی کا مرکز ہندوستان کو ہی دیا ہے۔ جیسا کہ اس کے عمل سے ظاہر ہے کہ اسی خطۂ مبارکہ کو اس بات کا شرف بخشا ہے کہ وہ مسیح اور مہدی کی آمد کے ساتھ تمام مسلمانوں کی اُمیدیں وابستہ تھیں وہ اسی سرزمین میں آیا۔ جس کی یہ وجہ نہیں کہ ہندوستان کی زمین کو سطح عرب پر کوئی فضلیت ہے بلکہ محض اسلیئے کہ زمین ہند کفر کی تمام شاخوں کا جولانگاہ ہے اور ہر فرقہ کے لوگ اس میں آباد ہیں اور صلیبی شان و شوکت کا عروج بھی اسی سے وابستہ ہے۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو جس کی شان ہے لیظہرہ علی الدین کلہ اسی سرزمین میں مبعوث فرمایا۔

جب صورت حال یہ ہے کہ خدا کا مجری ہند کی زمین میں نازل ہوا۔ تو ہم والائے شان سلطان ٹرکی کی ذہانت کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے مسلمان اسلام کا دل ہیں" کیوں نہ ہو۔ جس قوم میں خدا کا مامور آتا ہے۔ وہ قوم دنیا کی قوموں کی ماں اور ان کا دل ہوتی ہوتی ہے۔ اور بموجب حدیث اذا اصلحت صلح الجسد کلہ تمام قوموں کی ترقی اور اصلاح اسی کی ترقی اور اصلاح پر موقوف ہوتی ہے۔

گو سلطان ترکی اپنے اس خیال میں حق بجانب ہیں۔ مگر آپ کی یہ توقع جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی اور جگہ عملی جامہ پہنتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

شاید آپ کو مسلمانان ہند کی حالت کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ مغالطہ لگا ہے کہ وہ دیگر اطراف کے مسلمانوں سے کوئی فضیلت رکھتے ہیں اسلیئے ہم جناب کو بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی حالت بالکل اس مال کی طرح ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ میں ہو اور کوئی اسکا محافظ نہ ہو۔

کسی زمانہ میں ان کے آباؤ اجداد اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ سے متصف ہوتے تھے۔ مگر آج جو منظر ہمارے سامنے ہے۔ وہ نہایت مایوس کن ہے بیرونی اور اندرونی مخالفتوں نے ان کو چکنا چور کر دیا ہے اور فرقہ بندی نے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا ہے۔ اخلاق کا نمونہ ان میں تلاش کرنا حقیقت فیر محکمہ ہے ایثار و قربانی اور اخوت اسلامی کی خواہش ایک بے سود تمنا ہے۔ دنیوی دعاہتا و شوکت جاتی رہی۔ اور دین کو اللہ تعالیٰ نے خیرباد کہہ دیا ہم اپنے اس دعوے کے ثبوت میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتے۔ خود مسلمانوں میں سے سمجھ دار انسان اس بات کا احساس رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت کسمپرسی ناگفتہ بہ ہو رہی ہے اور مسلمان اخبارات مدعی زاد پیخ و پکار کرتے ہیں کہ اسلام تباہ ہوا تباہ ہوا۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں فقط ابتدائی کو دیکھ لیجیے۔ کیا لاکھوں اور کروڑوں ان قوموں کا کلیم اسلام سے نکل جانا اسلام کے لیے ماتم کا دن نہ تھا؟ کیا ہزاروں اسلام کے نام لیوؤں کا اسلام سے لٹ جانا کوئی معمولی بات ہے؟ کیا اسلام کے لیے یہ چیز جون من دین اللہ افواجا کا نظارہ کچھ کم تلخ نظارہ ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسلام کی اس حالت سے دردمندان اسلام کے دل پاش پاش ہو رہے ہیں اور وہ درحقیقت گرداب میں پڑے پریشان اور پشیمان ہو رہے ہیں۔

مگر آہ! وہ علماء جو اسلام کا ستون سمجھے جاتے تھے اپنے آرام میں مشغول ہیں۔ اور ان کو کیا پڑی ہے اگر اسلام جاتا ہے وہ لیکچروں میں تقریروں میں سب سے آگے قدم رکھنے والے ہیں۔ مگر میدان کارزار میں سب سے پیچھے۔

کہتے ہیں کہ تیمور لنگ لڑائی کے وقت مولویوں کو سب سے پیچھے رکھا کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ یہ بہت بزدل ہوتے ہیں جس کا نمونہ آج ہمنے تو اپنی آنکھوں دیکھ لیا۔ اسوقت تو گویا بادشاہ ان کو پیچھے رکھا کرتا تھا۔ مگر آج جمہور اسلام کی محنت و زاری کے باوجود یہ فرقہ آگے قدم نہیں بڑھاتا۔ جس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں کو خدا کے وعدوں پر یقین نہیں۔

پس مسلمانان ہند سے ان کے لحاظ سے توقع رکھنا خطرناک غلطی ہے۔ وہ صرف شور مچانا جانتے ہیں مگر کام کیونکر کچھ بھی نہیں۔ ہاں ہم سلطان ٹرکی کو اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ سرزمین ہند میں وہ مسیحا مبعوث ہو چکا ہے جس کے ہاتھوں پر قوموں کا احیا مقدر ہے۔ اگر آپ اپنی اس توقع کو بار آور دیکھنا چاہتے ہیں تو احمدیت کے سرسبز اور ہونہار پودوں پر نظر رکھیئے۔

یہ بات کسی کو تعجب میں نہ ڈالے کیونکہ یہی جماعت کفرستان کے مضبوط قلعوں کو فتح کرے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت جاری ہے کہ وہ کمزوروں کے ہاتھ میں حکام لیتا ہے تاکہ اس کی قدرت نمائی ظاہر ہو

ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ دن بہت نزدیک ہیں جب اسلام کی شان دوبالا ہو گی۔ اور سوائے اسلام کے دنیا کو کوئی حصار عافیت نظر نہ آئے گا۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ ہو گا۔

اے خدا! وعدہ تیرا حق ہے۔

آریہ سماج کا دیگر ادیان سے سلوک

ہمیشہ سے آریہ سماج کی یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ بزرگان قوم کی ہتک کر کے لوگوں کے دلوں میں ان سے نفرت پیدا کرے اور ہر ایک ترقی یافتہ قوم پر جھوٹے الزام اور اتہام لگا کر لوگوں کی نظروں میں اس کو حقیر کرے۔ چنانچہ اسی کے ماتحت پرکاش ۲۹ اپریل میں "الحکم" پر ایک جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اس نے آریوں کو گالیاں دی ہیں۔ جس کی غرض محض یہ ہے کہ دنیا کا معزز طبقہ ہمارے متنفر ہو جائے لیکن ہم ہر ایک خوش خلق رکھنے والے انسان کو اس بات پر آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا تو مذہب ہی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم کسی کو گالیاں دیں۔ مگر آریہ سماج کا لٹریچر ان کے اپدیشکوں نے گالیوں میں کالی کر دیا ہے۔ چنانچہ معزز آریہ خود اس بات کو محسوس کرتے ہیں جیسا کہ جناب لالہ کالشی ناتھ صاحب بی اے۔ پلیڈر رفتہ ضلع گجرات نے ۱۹۰۹ء میں ایک آریہ سماجی اخبار میں بدیں الفاظ شہادت شائع کرائی تھی۔ "دوسروں پر جھوٹے الزام اور اتہام گھڑنا اور ان کو بدنام کرکے گرانا آریہ سماج کے اندر ایک آرٹ (ہنر) بن گیا ہے"

کیا ہم پرکاش کے معزز ایڈیٹر سے امید رکھیں کہ بجائے دوسروں پر الزام لگانے کے اپنی اصلاح کی فکر کرے گا

غزل فارسی

از جناب محمد شریف صاحب ام۔اے۔بی۔ال سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگلور

ز شمع صارمِ خود بزم من منور کن
مشام جان من از بوئے خود معطر کن

صبا بکاکل مشکیں یار دم بزن فی الحال
گزر ز مرقد و خاک مرا معنبر کن

حیات لذت وصلش اگر تراہوس است
بگوئے صدق بباید کہ وقف خنجر کن

بیا کہ بے رخ تو روز من سیاہ شدہ
بجلوہ آ و شبستان ما منور کن

بقامتت کہ بسویش نظر نخواہم کرد
بسیر باغ جہانا ز بر صنوبر کن

ہمیں بس است اگر آب زندگی طلبی
متاع جان گرو لعل ہمچو شکر کن

زرود بائے دو چشم تراست کشت امید
بمن بیا و تماشائے این دو منظر کن

بر آ۔ ساقیا کام من خراب اینی
کہ جرعۂ بدہ و مست ہمچو ساغر کن

بجلسے کہ ہمہ شاہدان جمع شوند
نیاز آو بغرامرا سر بر کن

"پرکاش کی غلط بیانی"

آریہ اخبار پرکاش ۲۹ اپریل ۱۹۲۳ء میں ایک مضمون بعنوان "مرزائیوں کی آریوں کو گالیاں" نکلا ہے۔ آریہ لغلطا غلط بیانی کرنے کے عادی ہو چکے ہیں ان کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔ کہ خلاف واقعہ بات کہنا بھی جرم ہے۔ وہ بے تحاشا اناپ شناپ لکھ مارتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال معہ صورت کاذکورہ بالا عنوان ہے۔ ایڈیٹر پرکاش نے ہکم ۲۱ اپریل کا حوالہ دیا ہے مگر اس کے سارے مضمون کو دیکھا جائے تو کوئی کہیں سمجھ سکتا ہے کہ اس میں کوئی گالی ہے اور نہ ہی ایڈیٹر صاحب نے کوئی ایسا لفظ پیش کیا ہے۔ ہاں اگر

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شوروزم کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو

ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

پر جو ہمیں اپنی جان و مال سے بھی زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں"

کو گالی سمجھا گیا ہے تو ہم جناب کی داد دیتے ہیں۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا جو کسی کے ہادی و مقتدا کو برا بھلا کہے اس سے صلح کی جا سکتی ہے؟

دنیاوی نظر میں شاید کہدیں کہ کیا ہرج ہے گو یہ لوگ ان کے دل میں خدا کے فرستادہ کی عزت نہیں۔ مگر ہمارے دل میں اس فرستادہ کی وہ وقعت ہے جس کا اندازہ محال ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخترم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

پس گو ہم نفاق کو ظاہر کریں اور ظاہری صلح کر لیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اگر کوئی تمہارے باپ پر ناپاک حملے کرے تو تم اس سے صلح رکھ سکتے ہو۔ اگر نہیں تو ہمارا یہ **اظہار واقعہ** گالی کیوں کر بن گیا۔؟

جو شخص شیر خوار بچہ کی مہربان ماں کو قتل کر رہا ہے کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس بچہ کا خیر خواہ ہے۔ یقیناً وہ اس کا سخت دشمن ہے۔ اسی طرح جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی پاک تعلیم کو برا بھلا کہتے ہیں وہ کس طرح ہم سے صلح کی توقع رکھ سکتے ہیں اور ہم کیوں کر سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ہمارے ہمدرد ہیں۔

امر واقعہ کے اظہار کو گالی سمجھ لینا یہ ایڈیٹر "پرکاش" کا ہی خاصہ ہے۔ جس میں وہ مجبور ہیں۔

ایڈیٹر صاحب آیئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ گالیاں کس کو کہتے ہیں۔ مہربانی کر کے ستیارتھ پرکاش اٹھا کر دیکھیں خصوصاً چودھواں سمولاس ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ دیانند صاحب نے کس طرح اضافت کا خوان کیا ہے اور ادیان مذہب کی دانیات پر کس طرح دریدہ دہنی سے حملے کیے ہیں کہیں حضرت بانا نانک علیہ الرحمۃ کو جاہل اور خبیث کہا ہے اور کہیں سکھ گوروؤں کے مقدس

"پرکاش" کی شرر انگیزی

پرکاش اپنی ۲۹ اپریل کی اشاعت میں مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے اور اپنا عیب چھپاتے ہوئے لکھتا ہے۔

"بیچارے مرزائیوں کی حالت قابل رحم ہے جن مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے وہ آجکل آریوں کو بڑھ بڑھ کر گالیاں دے رہے ہیں اور اسطرح حامہ شرافت اور انسانیت کو اپنے ہاتھوں تار تار کر رہے ہیں۔ وہ اب بھی انہیں کافر و مرتد قرار دیتے ہیں"

چونکہ جناب کی طبیعت گالیوں سے ہی مرکب ہے۔ اس لیے خواہ کوئی آپ کو کچھ کہے یا نہ کہے آپ کا یہی نقشہ ہر وقت پیش نظر رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے اور کچھ اپنی پالیسی کی وجہ سے ایسے کلمات لکھتے رہتے ہیں۔

جناب من آپ بتائیں کہ ہم نے کونسی گالی تم کو یا تمہارے بزرگوں کو دی ہے؟ ورنہ اس افترا پردازی سے اجتناب کریں ؎

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی سزا یہی ہے

یاد رکھیئے! آپ کو جو ہماری کامیابی اور ترقی پر حسد ہے اور جس کی وجہ سے آپ پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ وہ روز بروز افزوں ہوگی اور تم اس آگ میں جلو گے۔ لیکن اتنا جھوٹ بولیے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے تم سے جہاد قلمی کر رہے ہیں۔ اگر یہ سچائی کا خون نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا ان باتوں سے ہمارا کام رک سکتا ہے یا کچھ بگڑ سکتا ہے؟

شریف مسلمان ہم کو اور ہمارے کاموں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ بیچارے دو رکعتی وغیرہ تاکھ سر پیٹیں۔ خدا کے حکم کو کون روک سکتا ہے۔؟

مگر ہم بیانگ دہل کہتے ہیں کہ ہم نے جو کام کیا ہے اور بقول پرکاش وہ آریوں کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ یہ محض رضائے الٰہی کے لیے کیا ہے۔ نہ ہم کسی سے داد کے طلبگار ہیں اور نہ امداد کے خواہاں ہیں وہ خدا جس نے ہمیں چشمہ ہدایت سے فیضیاب کیا اور لوگوں کو کرنے کا حکم دیا وہ خود بخود کام کرتا ہے اور کریگا۔ ہاں مگر آپ اتنا تو بتائیں کہ وہ ہمیں کافر مرتد کہیں آپ کو اس سے کیا۔ کیا دیو سماجی اور سناتنی تم کو گمراہ مرتد ملحد نہیں کہتے؟ جب کہتے ہیں تو سوامی جی کے متعلق وہ باتیں لکھتے ہیں کہ ہم ان کو دہرانا بھی نہیں چاہتے تو آپ کا ایسے لوگوں کی بات کو پیش کرنا کہاں تک خرافت سے گرا ہوا ہے۔

غالباً ایسی رشتہ دوانیوں سے سماج کا یہ مطلب ہے کہ احمدی بہادر سماج کو چھوڑ کر مسلمانوں سے لڑیں اور مسلمان ان کے پیچھے پڑ جائیں اور سماج چوروں کی طرح لوگوں کو بہکاتی پھرے مگر سماج کو یاد رہے کہ مسلمان اب نیند سے بیدار ہو چکے ہیں اور ان کو ایسے دھوکوں میں نہ ڈالنا اچھی پردہ دری کرانا ہے۔ مسلمان آپ کی چالاکیوں اور عیاریوں کو اچھی طرح جان چکے ہیں۔ اور وہ آپ کے دام تزویر میں نہ آئینگے۔

اسلامی پردہ اور "پرکاش"

۲۹ اپریل کے پرکاش کے ایک مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا اس پردہ کی رسم سے بیزار ہیں اور پھر لکھتا ہے "لیکن ہندوستان کے مسلمان ہیں کہ برقع کو وحی سمجھے ہوئے ہیں اسکے خلاف ایک لفظ تک سننے کو تیار نہیں"

افسوس! یہ لوگ تعصب میں اسقدر اندھے ہو رہے ہیں کہ اسلام کی خوبی بھی ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ کاش اگر ان ہنود پردہ کی رسم کو رواج دیتے اور ان کی عورتیں بے روک ٹوک غیر مردوں کو دیکھتیں اور ان سے ہمکلام نہ ہوتیں تو آریہ سماج میں نیوگ جیسی بے شرمی کیوں آتی۔

مثل مشہور ہے کہ کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو کیا چاہتی ہے تو اکبڑا پن اچھا کر دیا جائے یا سب لوگ کبڑے ہو جائیں اس نے کہا کہ سب لوگ ہی کبڑے ہو جائیں۔

اسی طرح ہمارے سماجی دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو بے پردہ ہیں ہی۔ اب کوئی ایسی تجویز ہو کہ مسلمان بھی بے پردہ ہو جائیں۔

آپ مسلمانان ہند کو کیوں کوستے ہیں جبکہ وہ دیگر بے پردہ اقوام کی اخلاقی حالت کو گرا ہوا دیکھتے ہیں اور اس سے نصیحت پکڑتے ہیں لیکن آپ کو یاد رہے کہ "مسلمان برقع" کو وحی الٰہی نہیں سمجھتے ہاں البتہ "پردہ" اور "غض بصر" کو حکم الٰہی جانتے ہیں۔ یُنَبِّئُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (سورہ نور) جس نے مومنوں مردوں کا فرض ہے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اسی طرح مومن عورتوں کا فرض ہے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنے محرموں سے منہ کو چھپائیں۔

یہ وہ تعلیم ہے کہ جو بدکاری و شرارت کا بالکل استیصال کرتی ہے مگر ہمارے آریہ سماجی دوست ہیں جو اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اس عفت و عصمت سے محروم ہوتے ہوئے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اسلام عورتوں کو کاہلی اور تعلیم اور تکرار یات انسانی کے سیکھنے سے منع نہیں کرتا ہاں البتہ وہ یہ ضرور کسی طرح بے شرمی کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

آپ لوگ بے پردگی کے نتائج سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور عقلاً اور مشاہدۃً واقف ہیں۔ پھر بھی اگر ضد اور ہٹ دھرمی سے باز آنا نہیں چاہتے تو اسکا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں

فاصنعوا ما شئتم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیلئے کیا کیا

(جناب مولوی عبیع الرحمن صاحب بی اے بنگالی)

متعصب غیر احمدی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اسلام کے لیے کیا کیا؟ انھوں نے آکر مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔

وہ اندھے ہیں نہیں دیکھتے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی ڈوبی ہوئی کشتی کو بچایا اسلام کے خوبصورت چہرے کو جو کہ اشد اد زمانہ کے باعث گرد و غبار سے آلودہ ہو گیا تھا منور کر دیا۔ مسلمانوں کے حالات پر نظر کرو۔ ان کے عقائد بگڑ گئے وہ شرک بدعت میں مبتلا ہو گئے۔ مسلمان جو کہ ایک دن تمام صفات حمیدہ اور اعمال حسنہ کا مجموعہ تھے۔ اب تمام بدیوں اور رذائل اور افعال شنیعہ کی قابل نفرت صورت میں نمودار ہوئے۔ ایک وہ دن تھا کہ لفظ مسلم دنیا کے لوگوں کے دل میں عزت احترام اور رعب بھر دیتا تھا۔ لفظ مسلم زہد و اتقا عدل و انصاف اور اخلاق حسنہ کے مرادف تھا۔ اور آج مسلمان تمام بداعمال میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ قرآنمجید کا شیریں اور لذیذ کلام کا چشمہ جو کہ مسلمانوں کے سینہ میں جاری تھا۔ آج دنیا سے غائب ہو گیا۔ اور قول الرسول جو کہ ایک مسلمان کے لیے اندھیری رات میں روشن چراغ کی مانند تھا اب مسلمان اس سے بے خبر ہیں۔ دوسری قوموں نے آٹھ سو سال میں جو ترقی کی تھی مسلمانوں نے ایک سو سال میں اس سے زیادہ ترقی حاصل کی۔ مگر آج مسلمان وہ قوم ہے جو ہر میدان میں مغلوب خاسر ہوتے ہیں۔ بعزت ہونے والی قوم اب اگر کوئی دنیا میں ہے تو وہ مسلمانوں کی قوم ہے۔ پھر چار و نظر سے دشمنان اسلام نے دین متین کو دنیا سے نیست و نابود کر نیکے لیے اپنی اجتماعی طاقت سے حملے کیے اور قریب تھا کہ صفحہ دنیا سے اسلام کا نام مٹ جاتا۔ مگر اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حفاظت اسلام کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر کھڑے ہوئے اور انھوں نے عقائد اسلام کو قرآن اور حدیث کے مطابق درست کیا اور آپنے عملی نمونہ سے بانیئے اسلام کے خوبصورت چہرے کو اپنی ذات کی شکل میں دکھایا۔ قرآن مجید کی شیریں اور پر لطف کلام کا دریا بہا دیا۔ مطابق حدیث قرآن کو ثریا سے اتارا۔ دشمنان اسلام کو دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کی شمشیر براں سے تہ تیغ کیا۔ وہ کون ہے جس کا نام سنتے ہی عیسائی ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیر سے لومڑی اور وہ کون ہے جس سے کہ آریہ دھرما پتھر سے بید جیسے کہ طوفانی پولیس کے خوف سے۔ اور وہ کون ہے جس کے برہمو اور اہل ہنود اور دیگر دشمنان اسلام مغلوب خوار ہوئے وہ وہی حضرت مسیح موعود کی مبارک ہستی ہے۔

جسوقت حضرت اقدس (مسیح موعودؑ) پر کفر کا فتویٰ دینے والے مولوی ایک دوسرے سے بلی کتوں کی مانند لڑتے تھے۔ اور ڈاکوؤں کی طرح عوام الناس کو لوٹتے تھے۔ اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کی تیز تلوار کے ساتھ دشمنان اسلام کو ریزہ ریزہ کیا جو کہ اُن کو قیامت تک یاد رہے گا۔

حضرت اقدسؑ نے دنیا کو اسلام میں اپنی زندگی عرف کی اور یہ ثابت کیا کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے جس کے بغیر خدا تک پہونچنا محال ہے اور اسلام ہی ایک زندہ دین ہے جو کہ خدائے لایزال کا پرحسن چہرہ دکھاتا ہے پھر حضرت مسیح موعود نے اپنی قوت قدسی سے ایک ایسی جماعت پیدا کی جو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی ہے۔ اور اپنے تمام جان و مال خدا کی راہ میں قربان کرنیوالی ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کا ہر فرد خدمت دین میں اپنے جان و مال کو قربان کرنا زندگی کا انتہائی نقطہ سمجھتا ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کے پیر و جوان صبیوں کا جوش و خروش لے کر خدمت دین کے لیے بس پڑے ہیں۔ اور اپنے وطن اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر دور دراز ملکوں میں جا کر نور اسلام سے ظلمت کفر کو دور کرتے ہیں۔

اب بھی جبکہ آریوں نے نئی سال سر توڑ کوششوں سے مسلمانوں کی کافی التعداد جماعت کو گمراہ کرنے کی ٹھانی ہے۔ تو یہی جماعت حقہ اپنے اولوالعزم امام کے حکم کے ماتحت نہایت سخت شرائط کو قبول کرتی ہوئی میدان میں نکلی ہے۔ امام جماعت اعلان کرتے ہیں کہ مجھے تمام جماعت میں سے ایک سو پچاس آدمیوں کی ضرورت ہے جس پر اسی وقت صرف مرکز قادیان کے ہی ایک سو چالیس لبیک کہہ دیتے ہیں۔ پھر حضرت امام اعلان فرماتے ہیں کہ آج شام سے پہلے پہلے بیس آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جب بھی بیسوں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جس کو قبول کیا جاتا ہے وہ دولھا سے زیادہ خوش ہوتا ہے اور جس کو اسوقت رد کیا جاتا ہے وہ اس بڑھیا کی طرح اندوہ گیں ہوتا ہے جس کا نوجوان اکلوتا بیٹا مر گیا ہو۔

سوائے مسلمانو! آنکھیں کھولو اور نیند سے جاگو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود کو قبول کرو۔ اور مورد برکات بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھاری آنکھیں کھولے آمین

اللہ تعالیٰ کے متعلق ویدک عقائد

الہامی کتاب کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ وہ ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کے اعلیٰ صفات پیش کرے لیکن دیانندی صاحبان جس کتاب کو الہامی کتاب قرار دیتے ہیں وہ اس معیار پر پوری نہیں اترتی بلکہ وہ ہمارے سامنے خدا کو ایک بھیانک شکل میں پیش کرتی ہے۔ ایک **نیوگ** کا ہی عقیدہ لے لو۔ کیا یہ عقیدہ کوئی شریف شخص روا رکھ سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لیکن افسوس کہ ایک ایسا عقیدہ جس کو ایک انسان عقل بھی روا نہیں رکھتی اس کو ان لوگوں کا خدا جائز قرار دیتا ہے۔ کیا عقیدہ نیوگ خدا تعالیٰ کی شان سے ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ پس جس کتاب میں یہ عقیدہ ہو گا وہ بھی خدا کی طرف سے یقیناً نہیں۔ پھر ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پرمیشر کسی بیگناہ کو نہیں بخشتا۔ چاہے کوئی بندہ کتنی عاجزی اور تضرع کرے۔ لیکن ان لوگوں کا خدا ایسا کینہ ور ہے کہ کبھی بھی گناہگار کو نہیں بخشتا اور اپنا یہ ناپاک کینہ نہیں چھوڑتا ان لوگوں کے پرمیشر کے اخلاق ایک معمولی حیثیت والے شخص سے بھی گئے گزرے ہوتے ہیں کہ ایک شخص کا اگر کوئی قصور کر دے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ قرآن کریم کا خدا ایسا غفار اور قادر خدا ہے کہ چاہے بندہ زمین و آسمان بھر کر گناہ کرے اور پھر اپنے خدا کے آستانہ پر سچے دل سے گر کر بخشش چاہے تو وہ اس سے ایسے ہی پیش آتا ہے جیسے کہ ایک گندے بچے کے ملنے پر اسکی ماں پیش آتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مہربان ہو کر اس گناہگار بندہ سے پیش آتا ہے۔ جو اس سے بخشش چاہتا ہے۔ لیکن ویدک قرآن کی تعلیم پر جو سرچشمہ معارف ہے اپنی نادانی سے عیبچینوں کی طرح نکتہ چینی کرتے ہوئے اعتراضات کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ سمجھیں اور خدا کے پاک کلام پر اعتراض کرنے سے باز آویں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ایک نمونہ اور دیدوں کا ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا بعض افعال کا ثمرہ اور اجر غیر عبید دے نہیں دے سکتا ایسا کرے تو وہ بے انصافی کرے گا۔ یہ ہے ان لوگوں کے ویدوں کی تعلیم پرمیشر کے قادر ہونے کے متعلق۔

اب ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی ہے تمھارا قادر پرمیشر! کاش تمھاری آنکھیں کھلتیں۔ بھائیو! یہ تو بتلاؤ کہ محمود و افعال بندہ کا مرضی سے ہیں یا خدا کی رضا کے حکم سے۔ جبتک وہ زندہ رہتا ہے اور اس کو خدا مہلت دیتا ہے تب تک تو وہ افعال کرتا ہے۔ جب اس کو مار دیتا ہے تو پھر اس میں بندہ کا کیا قصور؟ شاید آریوں کے نزدیک بندہ کا اپنا تصور ہوتا ہوگا۔ ورنہ اتنی سی بات تو ایک معمولی عقل بھی سمجھ سکتی ہے۔ چہ جائیکہ بڑے عقلمندی کے دعویدار ایسی بات کر سکیں۔ اب ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی تعلیم ہے کہ جسپر ہمارے موحد بھائیوں کو ناز ہے۔ اور جسکو بتلاتے ہو کہ ہماری تعلیم قرآنی تعلیم سے اعلیٰ ہے۔

(زمکسار علی محمد مدرسہ احمدیہ دارالامان قادیان)

تاریخ مالابار

جامعہ مصر کے پروفیسر قلم کی لکھی ہوئی قیمت ۱۲؍

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

مولانا مولوی عبدالکریم مرحوم کے قلم مبارک کی لکھی ہوئی قیمت عہ

ہلاکت آفرین خانہ جنگیاں

جب سے غیرت مذہبی اور حمیت ملی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور قوم کی مشترکہ بھلائی کا احساس جاتا رہتا ہے تو افراد قوم میں خانہ جنگیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بدقسمتی سے یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ ایک طرف آریہ اپنے پورے سامان و سامان کے ساتھ مسلمانوں کے ارتداد میں مصروف ہیں۔ تین لاکھ برہمن دست ریاستیں اُن کی پشت پر ہیں۔ کانگریس کے سٹیج سے لیڈر (بعض علانیہ اور بعض خفیہ) اُن کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ مختلف سنہ و فرقے جنھوں نے اصولی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ حیثیت اختیار کر لی ہے۔ متحد ہو کر سیدھے سادے ماکانہ راجپوتوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ تو دوسری طرف ہمارے علمائے کرام شیعہ بریلوی اہلحدیث کی خانہ جنگیوں میں مصروف ہیں۔ آج اگر گوجرانوالہ و گجرات سے حنفیوں اور اہل حدیث کی باہمی آویزش کی افسوسناک خبر آتی ہے تو کل ہم ضلع الہ آباد کے شیعوں اور سنیوں کے باہمی فساد کی خبر سنتے ہیں۔ جس میں کئی آدمی ہلاک اور کئی مجروح ہوتے ہیں۔ وہ شہسوار مناظرہ جن کو آریوں کو کئی مرتبہ شکست دینے کا دعویٰ ہے۔ مسلمانان امرت سر کی تبلیغی کوششوں کی زمام ہاتھ میں لینے کے بعد اپنا پانچ حسب معمول حنفیوں اور احمدیوں کی طرف پھیرتا اور اُن کے ساتھ نبرد آزما ہوتا پھرتا ہے۔ دوسری طرف ہم ایک اور عالم دین (؟) کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہیں کہ "موجودہ وقت میں ہم مسلمان تمام دنیا کے لوگوں سے خواہ وہ آریہ ہوں یا دیوسماجی۔ عیسائی ہوں یا یہودی صلح کر سکتے ہیں لیکن احمدیوں سے صلح ہرگز نہیں کر سکتے اور اگر کسی اسلامی سلطنت میں یہ فرقہ ہو تو تین دن کے اندر واجب القتل ہے۔" اور ابھی حضرت کو گجرانوالہ میں ہم یہ کہتے ہوئے پاتے ہیں کہ "احمدی لوگ کافر ہیں۔ مسلمانوں کا ہندوؤں اور عیسائیوں سے تو اتفاق ہو سکتا ہے وہ ان (احمدیوں) سے اچھے ہیں گمان سے نہیں ہو سکتا۔ یہ سب کانوں۔ اور ان سے کفر کی وجہ دریافت کرو تو الا بھی کافر ہے۔"

کیا یہی وہ صاحب تو نہیں جنھوں نے میدان ارتداد میں سب سے اول خانہ جنگی کا علم بلند کیا تھا۔ اور جب قادیان کے احمدی مبلغین آگرہ پہنچے تو انھوں نے ایک مشہور ملکانہ لیڈر کو ایک طرف لیجا کر کہا تھا کہ جس طرح ہو سکے ان احمدیوں کو اس جگہ کام کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ یہ آریوں سے بدتر ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ اس نام نہاد عالم دین سے وہ ملکانہ لیڈر ہزار درجہ بہتر تھا۔ جس نے جواب میں صاف طور پر کہا کہ مولوی صاحب آپ کی آنکھوں پر اپنے چند اصول کی عینک لگی ہوئی ہے اور میری آنکھ پر اپنی قوم کی محبت کی عینک لگی ہوئی ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ وہ کلمہ پڑھتے رہیں خواہ کچھ بھی ہو اگر آپ سے متفق نہیں ہو سکتا۔

ستم تو ہے کہ یہ باہمی خانہ جنگیوں کا سلسلہ وسعت پذیر ہو کر میدان ارتداد میں بھی جا پہنچا ہے اور اسکا جو ہلاکت آفریں اثر اشاعت ارتداد کی تحریک پر پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے قطع نظر اس بات کے اغیار اسوقت ان خانہ جنگیوں کے لیے ہمارا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ اور نہایت ذلیل الفاظ مسلمانوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اس تحریک مذکور میں سخت اضحکہ انگیزی واقع ہو رہی ہے خلوص دل سے کام کرنے والے بدظن ہو رہے ہیں اور اغیار ہماری اس ناچاقی سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ فتنہ پردازان قوم جس افسوسناک پیرایہ میں میدان ارتداد میں داد جہاد دے رہے ہیں اس کی مثال اسوقت ہمارے سامنے ہے ایک تو گاؤں کا ملکانہ احمدی صبح اٹھ کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا کہ آپ لوگ کس انجمن کے ملازم ہیں۔ یہ جواب سنکر کہ ہم ملازم نہیں خدا کیلئے اس کام کو ہاتھ میں لیا ہے کہنے لگا کہ مولوی صاحب کہتے تھے کہ ان کے ساتھ بوجہ طبیعت کے اس کی عادت ہے کہ ہر دیکھا رہا کرتا ہے اسی لیے ان لوگوں نے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ اس سے علاج نہیں کرانا چاہیئے وہ تو خیر گزری کہ وہ ایک ذی ہوش آدمی تھا تو ڈرا مولوی صاحب کی علت خفائی تک پہونچ گئی۔

اس قسم کے واقعات میدان ارتداد میں پیش آ رہے ہیں اس بات کی ضرورت تھی کہ ہم اختلافات باہمی کو خیر باد کہہ کر ایک جمعیت کی صورت میں حملہ آور کے مقابل میں صف آرا ہوتے لیکن یہ کیسے مولوی صاحبان ہیں کہ اغیار کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنوں ہی سے لڑنے گئے ہیں۔ مذہبی اعتبار سے ہم کوئی فتویٰ دینے کے قابل نہیں ہیں لیکن قومی نقطہ نگاہ سے ہم ایسے لوگوں کو خواہ وہ کتنے ہی جلیل القدر کیوں نہ ہوں قوم کے دشمن سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے کہ کوئی شخص جو ذرا بھی سوچنے کا مادہ اپنے دماغ میں رکھتا ہے اس بارہ میں ہمارے ساتھ متفق ہو گا۔ موجودہ موقع ایسا نہیں ہے کہ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں مصروف رہیں جبکہ دوسری طرف دشمن کامل جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہو کر جسم اسلام سے ایک معتد بہ ٹکڑا چھین لے جانا چاہتا ہے۔ احمدی حضرات کا کارکرد عمل اس باب میں نہایت قابل تعریف ہے جو باوجود اس چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام کو چوٹ نہ پہنچے محفوظ رکھا جائے۔ ان خانہ جنگیوں کے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے لیڈروں کو توجہ دلاتے ہیں اور ہر طرح ملکر کام کرنے کو تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں چودھری نصر اللہ خاں صاحب (پلیڈر) ناظر خاص مولوی رحیم بخش ایم اے ناظر تالیف و اشاعت چودھری فتح محمد ایم اے سیال ناظر تعلیم و تربیت۔ خان ذوالفقار علیخاں صاحب ناظر امور عامہ اور مولوی عبدالغنی صاحب ناظر بیت المال قادیان کے مشترکہ دستخطوں سے جو ہینڈ بلٹ شائع ہوا ہے اس میں یہ حضرات لکھتے ہیں کہ:-

"چونکہ ہماری غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح یہ فساد دور ہو اسلیے ہم بمطابق ارشاد امام جماعت احمدیہ یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ اگر ایک کمیٹی سمجھ دار اور نیم لوگوں کی جو علماء کے گروہ دونوں مثلاً

ماجوت لیڈران جناب حکیم اجمل خاں صاحب ڈاکٹر انصاری دہلوی۔ سر ذوالفقار علی خان صاحب۔ مسٹر جمیل میر خان خان صاحب یا ایسے ہی دوسرے لوگ جو ذاتی مباحثات کے چکر میں پڑ کر اس وسعت قلبی سے محروم نہیں ہو گئے جو اس موقع پر آب حیات سے زیادہ ضروری ثابت ہوئی ہے۔ یہ فیصلہ کر دے کہ دوسرے مولوی صاحبان اب اس کام کو احسن وجوہ سنبھال لینگے۔ اور ہماری اس میدان میں ضرورت نہیں تو ہم باوجود ہزاروں روپیہ خرچ کر چکنے کے اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا لیں گے۔ اور کسی اور جگہ دشمنان اسلام کا مقابلہ شروع کریں گے۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ کے حضور میں ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے کیونکہ ہم نے اس بدقسمت قوم کے بچانے کے لیے جو کچھ ہمارے امکان میں تھا کر دیا۔ اگر ہمارے راستہ میں ایسی مشکلات پیدا کی گئیں کہ ہمارے کام کرنے میں نہ کرنے سے زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہم سمجھتے ہیں کہ اس اعلان سے دشمن خوش ہو گا۔ لیکن چونکہ ہمیں یقین ہے کہ اس اعلان کا جو کچھ بھی نتیجہ ہو گا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن کے مقصودوں کو خاک میں ملانے والا ہو گا۔ جسطرح ہمارا وہاں ٹھہرنا اس کے حق میں خدا کے فضل کے ماتحت مضر ہو گا اسی طرح اگر ہمیں اٹھنے پر مجبور کیا گیا تو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن وہ باتیں دیکھے گا جن کے دیکھنے کا اللہ کو ہم دگمان بھی نہیں ہے۔"

عنقریب علاقہ ارتداد میں فی الواقع

اسلام کے لیے اچھا کام کر رہی ہیں۔ ہم علیٰ وجہ البصیرۃ اعلان کرتے ہیں کہ اُن میں قادیان کی احمدی جماعت بہترین کام کر رہی ہے اور یہ ظلم ہو گا اگر اُس کو اس نیک کام سے الگ ہو جانے کا موقع دیا جائے۔ جہاں تک ہم مسلمانوں کی رائے عامہ کا اندازہ کر سکتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض مولوی صاحبان کی ان مہلک کوششوں کے ساتھ بہت کم لوگوں کو ہمدردی ہے۔ اور بالخصوص فرقہ بندیوں کے شدید اثر میں کچھ نہ کچھ کمی ضرور واقع ہو گئی ہے۔ اس موقع پر حضرت علمائے اسلام کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خدا کے لیے اسلام اور مسلمانوں پر رحم کریں اور باہمی اختلافات کے ترک کر دینے سے اگر کچھ زمانہ کے لیے اُن کے شخصی فوائد کو تھوڑا بہت نقصان بھی پہونچے تو اسے مذہب و ملت کی خاطر گوارا کریں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر عظیم دیگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو اُن کا فرض ہے کہ وہ میدان ارتداد اور تحریک انسداد سے فی الفور الگ ہو جائیں اور اسوقت ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ (وکیل)

الحکم

ہمیں معزز ہمعصر وکیل کے اس مضمون کے اندراج سے یہ غرض نہیں ہے کہ ہم یہ جتائیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں لوگ ہماری تعریف کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم اپنے بھائیوں کے قلقتہ دلوں کو اُمید دلانے کے لیے یہ مضمون درج کرتے ہیں کہ تا وہ جانیں کہ جہاں اُن کے اچھے کاموں کو بھی بری نظروں سے دیکھنے والے بھی موجود ہیں جو دنیا کا ایک معتدبہ حصہ ہمارے کام کو اچھی نظر سے دیکھتا اور اول الذکر طبقہ اس فعل پر اظہار ناخوشی کرنے کیلئے تیار ہے واقعی درد اسلام رکھنے والوں کی یہی حال ہونا چاہیئے۔

فتنۂ ارتداد
اور
ہمارا فرض

الاستقامت فوق الکرامت ایک عام ضرب المثل ہے

یہ زریں جملہ نوح محفوظ کی تعلیم کا لب لباب اور نچوڑ بظاہر تو ایک چھوٹا سا جملہ ہے مگر اس کے اندر ایک ایسی حقیقت مخفی ہے جس پر دنیا کی تمام ترقیات کا دارومدار ہے۔ دنیا میں کوئی ترقی خواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی بدوں استقامت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک وقت تھا کہ امریکہ جیسا براعظم دنیا کی نظروں سے اوجھل تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کنڈر کے پار کوئی آبادی بھی ہے لیکن کولمبس کا استقلال اور استقامت ہی تھا جس نے امریکہ کو دریافت کیے بغیر نہ چھوڑا۔ اور آج کولمبس کے اسی استقلال اور استقامت فی الارادہ کے باعث اس کا نام بچے بچے کی زبان پر جاری ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ایک وقت دنیا بھر کی عیسائی سلطنتوں نے سلطان صلاح الدین غازی کے خلاف اسلام کو صفحۂ دہر سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے متفقہ کوشش کی اور پھر طرفہ یہ کہ خود مسلمانوں نے بھی سلطان صلاح الدین کے برعکس سرکوشیاں اختیار کیں۔ یہ دنیا بھر کی عیسائی سلطنتوں کا متفقہ طوفان جو ایک سیاہ بادل کی طرح سلطان مرحوم کے خلاف اٹھا تھا۔ پہلوان اسلام نے اس جرأت اور استقلال سے اس کا مقابلہ کیا۔ کہ عیسائیوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور جس جگہ صلیب کا پھریرا اڑتا ہوا نظر آرہا تھا وہاں اللہ اکبر کا جھنڈا لہرانے لگا۔ دوستو! یہ سب استقامت کا ہی نتیجہ تھا۔ پھر سلطان محمود غزنوی کو بت فروشوں سے سچا کربت شکنی کی کس نے توفیق رفیق کی۔ یہ بھی استقامت کا ہی ظہور تھا۔ اور ماسوائے اس کے جس قدر بھی دنیا میں ریفارمرز گزرے ہیں وہ سب اسی استقامت کی بدولت کامیاب و بامراد ہوئے ہیں۔ غرض پرانے قصے تو بہت ہیں جو بطور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں۔ گر میں آپکے ایک چشم دید واقعہ دھراتا ہوں۔ اس جنگ عظیم میں تیر و حربہ کا ساز و سامان اور اس کی جرأت نے دیری ایک طوفان اور بہا لیجانیوالا سیلاب تھی جس کے آگے کسی کا ٹھہرنا ناممکنات سے تھا۔ اور جس نے آن کی آن میں دنیا کو ایک قیامت کا نظارہ دکھلا دیا اور روسی کے بڑے بڑے زرخیز علاقوں کو خاک و سیاہ کر دیا اور البحیم اور سرویا وغیرہ کی سرسبز فلک چوٹیوں کو زمین دوز بنا دیا۔ مگر پھر کیا وجہ کہ سرکار انگلشیہ کے تاج کو چار چاند لگے۔ اور قیصر جرمن ناکام رہا۔ اور دھجیاں اڑ گئے اس کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ جس عزم اور استقلال اور استقامت سے ہماری گورنمنٹ نے کام لیا۔ جرمن اس سے محروم رہا اور اس نے اپنا تمام جوش یکدم باہر نکال پھینکا خالی ہو کر بیٹھ گیا۔ اخباری دنیا جانتی ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا میں بجز استقلال اور استقامت کے اور کون سی کمالیت ہے جس نے کہ گئے گزرے دو می اعزاز کو پھر تھام لیا۔

یہ کرامت استقامت انبیاء علیہ السلام میں دنیا بھر کے لوگوں سے انتہائی درجہ پر ہوتی ہے۔ اور اسی لیے نبی اکیلا اٹھتا ہے اور باقی تمام دنیا اس کے مخالف ہوتی ہے۔ اور رات دن اس نبی کے نابود کرنے کے لیے منصوبے باندھتی ہے مگر دیکھتے دیکھتے وہ اکیلا نبی اپنے تقویٰ و طہارت اور استقامت کی وجہ سے سب پر غالب آجاتا ہے۔

یہ کرامت استقامت انبیاء کے حقیقی معنی متبعین میں بھی بطور وراثت کے ہونی چاہیئے قرآن کریم کی آیت یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۱۲ رکوع ۴ سے ظاہر فرمایا کہ ثابت رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں ساتھ بات محکم کے بیچ زندگی دنیا کے اور بیچ آخرت کے۔ یہ استقامت کی نعمت کے ہی کرشمے تھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے طور میں آئے اور اُن کی استقامت کے آگے قیصر و کسریٰ کے ساز و سامان ہیچ ہو گئے۔ اب میں اس کے بعد آریوں کی اشدھی کی سعی اور ملکانہ قوم کے ارتداد کے متعلق ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فتنہ کوئی نیا فتنہ نہیں بلکہ اس فتنہ کی خبر آج سے چودہ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسکے علاج اور انجام کے دے چھوڑی ہے اور بشارت دی ہے کہ اگر مسلمان اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھینگے اور اس سے مدد اور نصرت چاہیں گے تو وہ ضرور کامیاب اور بامراد ہونگے۔

جیسا کہ پارہ ۱۳ شروع رکوع ابراہیم میں آیا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ یعنی کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے تھے واسطے پیغمبروں اپنے کے البتہ نکالدیں گے ہم تم کو زمین اپنی سے یا البتہ پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے پس وحی بھیجی طرف اُن کے پروردگار ان کے نے البتہ ہلاک کرینگے ہم ظالموں کو اور البتہ بسا دیں گے ہم تم کو زمین میں پیچھے ان کے یہ واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے کھڑے ہونے روبرو میرے اور ڈرتا ہے ڈرانے میرے سے اور فتح مانگی انہوں نے اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش دشمنی کرنیوالا آگے اسکے جہنم ہے اور پلایا جاویگا پانی سے کہ وہ پیپ ہے۔ ایک ایک گھونٹ پئے گا اور نزدیک ہوگا کہ گلے سے اتار سکے اسکو آوے بھی اسکو موت ہر جگہ سے اور نہیں وہ مرنیوالا۔ اور آگے اسکے ہے عذاب سخت۔

آیات مذکورہ میں علاوہ واقعات گزشتہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن کو اپنی پاک وحی میں ظل الانبیا کا خطاب دیا ہے۔ اطلاع دی ہے کہ ایک ایسی قوم اٹھیگی جو اپنی مذہبی کتب میں اس ملک کو غیر اقوام سے خالی کرانا اپنا دھرم ٹھہرائیگی۔ اور پھر اس کام کے پورا کرنے کے لیے طرح طرح کے منصوبے گانٹھے گی اور منجملہ ان منصوبوں کے اس کا یہ منصوبہ بھی ہوگا کہ وہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو اپنے دھرم میں داخل کرنیکی کوشش کرے۔ سو دوستو! یہ سب تقدیر کے نوشتے ہیں جو پورے ہو کر رہتے تھے۔ اور ضروری تھا کہ آریہ لوگ مسلمانوں کے ارتداد کرنیکی طرف متوجہ ہوتے اور اپنے مقصد میں لوگوں کو اسلام سے غافل پاکر قدرے بھی کامیابی حاصل کرتے تا آذ تعوذ دُقَّ فی ملتنا کا فرمان پورے طور پر ظہور پاتا اور مسلمانوں کو بھی اپنی غفلت اور سستیوں پر آٹھ آنسو بہانے پڑتے۔ مرتد ہونیوالوں نے اپنے پیروں اور بھیڑ یا خصلت ملانوں کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے گھروں میں اُن کو جگہ دی مگر جب ان کے بدافعال دیکھے تو وہ ملانوں کے طفیل اسلام سے بدظن ہوئے۔

دوستو! اگر آپ مبارک ایام دیکھنا چاہتے ہیں تو دلوں میں خشیت اللہ پیدا کرو اور نیک نمونہ بن جاؤ۔ اور اپنے حریف کو وہ نیک اعمال اور اخلاق حسنہ دکھاؤ کہ وہ اپنے کیے پر پشیمان ہو اور پھر خود بخود تم میں آکر ملجائے۔ وہ کونسا نفس ہے جو ہدیۂ دالتہ اپنے تئیں آگ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ تم اپنے پاک نمونوں سے انکے راہنمایوں اور رسمنیوں کو چھوڑ کر واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر اپنا مضبوط ہاتھ ڈالو۔ اور خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں حبل نازل فرماتا ہے اور خصوصاً ایسے ایام میں جبکہ سچی وحدت کی ضرورت ہو اس زمانہ میں شیطان نے بھی اپنی ذریت کے ٹھاکرنے کے لیے ایک رسی بھیجی ہے اس کے مقابلہ میں تمہیں حبل اللہ کی ضرورت ہے۔ اپنے اپنے دلوں سے رسم و رواج کے بت نکال کر خدا تعالیٰ کا سچا تقویٰ اختیار کرو خدا تعالیٰ کے قرب پانیکا میدان تمہارے لیے خالی ہے۔ ایسے موقع ہمیشہ میسر نہیں آیا کرتے تم آرزو کیا کرتے تھے اور بڑے بڑے دعووں سے کہتے تھے کہ جب بھی ایسا موقع آئے ہم پیچھے ہٹنے کے نہیں۔ سو عزیزو! صرف دعویٰ کوئی شے نہیں جانچ کے علی حاسہ نہ بنا جائے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ سورۂ بقر رکوع ۳۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی کیا تو نے طرف حال سردار کے بیچھے موسیٰ کے۔ جب کہا انہوں نے واسطے نبی اپنے کے مقرر کرو واسطے ہمارے بادشاہ کہ لڑیں ہم بیچ راہ اللہ کے کہا کہ آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جائے اوپر تمہارے لڑنا

کرو تم کہا انھوں نے کیا ہے ہم کو کہ نہ لڑیں ہم سچ راہ
سے اور عقبیٰ نکالے لیے ہم گھروں اپنے سے اور بیٹو اپنے
سے۔ پس جب لکھا گیا اوپر اُن کے لڑنا پھر گئے مگر تھوڑے ان
میں سے اللہ جانتا ہے ظالموں کو۔

پس اے دوستو خدا تعالیٰ نے اسوقت دونوں دروازے
کھول دیئے ہیں۔ اب آپ کا اختیار ہے جس دروازے
داخل ہونا چاہو۔ ہاں مومن ہو کر دشمن کی شوخیوں سے
گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ان کی شوخیاں دم واپسیں پر دلالت
کرتی ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے سامنے قیصر و کسریٰ
سے وہ خدا سے ایسا مضبوط دل لیکر اُٹھے کہ کوئی مشکل کوئی
مصیبت بھی انھیں ایک آن کے لیے مایوس نہ کر سکی اُنھوں
نے تقویٰ کی زرہیں پہنکر دشمن کے آہنی قلعہ کو پاش پاش کر دیا
اور خدا کی رضا کے لیے باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے خوشی
خوشی الگ ہوا۔ دشمن اسوقت اسلام کو تلوار سے نابود کرنا
چاہتا تھا۔ مگر اب! اب تو صرف اپنے منہ کی پھونکوں سے
نور اسلام کو بجھانا چاہتا ہے پس صرف تقویٰ و طہارت
نفس کی اکسیر کی چاہتا ہے۔ جس سے ہمارا سلسلہ مستقل
ترقی پیدا ہو۔ تا دشمن کی چونکیں اس پر الٹ کر پڑیں۔ اسوقت
خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں کا وارث بنانا چاہتا ہے۔ خونریزیوں
سے اچھلتے ہوئے میدان حرب میں کود پڑو۔ اور دشمن کے تمام زور
کو ہلاکت کر دو۔ وہ دل کا بہادر نہیں ہے اس کے ہزاروں لاکھوں
سپاہی ہمارے سلف کے نذر ہو چکے ہیں اور عیسائی مذہب بھی اب جو
روبہ پستی قوم ہونے کے ان کے گھر کو بہت کچھ لوٹا ہے۔ بدھ
جین۔ ہو۔ سکھ وغیرہ وغیرہ یہ سب ہندو مذہب سے نکلے ہیں
اب تو وہ اصل آریہ لوگ بھی ہندو نہیں ہیں یہ بھی اس وقت
ستر سے ہمارے کی طرح ہیں اسوقت جو مذہب بھی اپنے اندر بچاؤ
رکھتا ہوگا۔ وہ ضرور ایک دن ان کو اپنے علم میں کر لیگا
یہ لوگ اپنے پنجوں سے باہر نکل چکے ہیں۔ اب استقلال سے مقابلہ
کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسا جم کر مقابلہ کرنا چاہیئے کہ آج جہان
ہار لظم ہو کل اس سے آگے بہ نام کے فاضل خبر نجا ئی
ثناء اللہ کی طرح یہ کہہ کر نامردی زد کھلاؤ کہ ارتداد ملکانوں سے
مسلمانوں کو گھبرانا نہ چاہیئے کیونکہ اگر ایک مرتد ہوگا تو سو عدد
ایک مسلم آئے گی۔ مولانا نے یہ کہہ کر ہاتھ پاؤں ہلانے سے
چھٹکارا تو حاصل کر لیا۔ اور عورتوں کی طرح اندر چھپ رہنے
کے لیے خوب بہانا مل گیا۔ کیا وہ مہربانی فرما کر بتلا سکتے ہیں کہ
جس اریب جو ہزاروں مسلمان مرتد ہو کر عیسائی بن چکے تھے انکی
جگہ کتنی قومیں داخل اسلام ہوئیں۔ فاضل موصوف کی یہ عجیب
منطق ہے۔ جس سے انھوں نے وہ فائدے حاصل کیے ہیں ایک تو
جنگلوں کی لعنت سے بچنا اور تبلیغ سے نجات حاصل کرنا اور دوسرے
اپنے ہمنواؤں کو ان الفاظ سے طفل تسلی دینا اور اپنی پست ہمتی کو
چھپانا۔ مولوی صاحب کا بے ہاتھ پیر ہلائے۔ قوموں کی
قومیں بکا داخل اسلام ہو نیکا خیال تہت ہی قابل درد ہے

گر ہمیں مکتب است ایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

عجب نہیں کچھ دنوں تک مولوی صاحب معیار مذکور کو مد نظر رکھتے
ہوئے۔ خود لوگوں کو اسلام سے مرتد کرنے کی سعی کریں۔
تا کہ قوم در قوم اسلام میں داخل ہو۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ
نے کیا ہی سچ فرمایا ہے ؎

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی۔

خدا ایسے دشمنان اسلام کا جو ظاہر میں صاف اور اندر سے
سانپ ہیں۔ جلد خاتمہ کرے تا اسلام کو یہ دن دیکھنے نصیب ہوں
جنھوں نے کہ پچھلے دنوں غریب مسلمانوں کو ہند سے ہجرت کر جانیکا
فتویٰ دیا اور خود اپنے گھروں میں طوے مانڈے اُڑاتے رہے اور
پھر ایسے ہی ملاں تھے جنھوں نے لوگوں کو ایک خلیفہ مقرر کر کے دیا
اور پھر اسی خلیفہ کو گالیوں کا ہار پہنایا۔

دوستو! آپ لوگوں کو ان ملانوں کی کارستانیوں سے رخیدہ
خاطر نہ ہونا چاہیئے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق مخبر صادق نے
فتویٰ دیا ہے کہ آسمان کے نیچے یہ لوگ سب سے بدتر ہوں گے۔
آپ لوگ فتنۂ ارتداد کے روکنے کے لیے سر توڑ کوشش کریں
یہاں تک کہ ارتداد کی رو تھم جائے۔ اور نہ صرف رو ہی تھم جائے
بلکہ ایسے استقلال سے کام لیں کہ دنیا میں ایک آریہ یا ہندو نظر
نہ آئے اور سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے
جھنڈے تلے آجائیں۔ اگر آپ استقلال سے کام کرینگے تو وہ
دن دروازے پر ہیں کہ آریہ محسوس کر لیں گے کہ ہم نے کس سوتے
شیر کو گلے کا ہار بنا لیا۔ اس میدان میں وہی لوگ جیتینگے جن کے
استقلال کی رسی درانہ کچی گئی۔ وہ دن دور نہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پورا ہوتا اپنی آنکھوں دیکھ لیں۔
کہ ہم آریوں کی کثرت اور ہندستان کو یکلخت گھر کر یہ مذہب نیست
نابود کر آسمانی۔ تم میں سے لاکھوں انسان زندہ ہوں گے کہ یہ لوگ
اپنا مذہب سے پیٹھ پھیر لینگے۔ اور بھاگیں گے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آریہ مذہب کوئی مذہب نہیں۔ یہ صرف
ایک سیاسی فرقہ ہے جو ہندو مذہب کی تعلیم سے بیزار ہو کر اپنے
من گھڑت دلائل پر کھڑا ہوا ہے۔ جنھوں نے ہندو مذہب
میں بت پرستی۔ اقسام پرستی اور طرح طرح کے گندے حتیٰ کہ لنگ یوجا
تک دیکھی اور اس کے مقابل اسلامی توحید کی صفائی کی
نظر پڑی تو یہ ہندو مذہب سے منہ موڑ بیٹھے۔ مگر چونکہ ہندو
مذہب میں چھوت کا ایسا بندھن تھا جس سے آریہ بکلی نجات
حاصل نہ کر سکے اور آخر تنگ آ کر اُنھوں نے ویدوں سے جو اپنی
قدامت کی وجہ سے ہندوستان کے اصلی باشندوں بھیل
گرنڈ وغیرہ کی مذہبی کتاب ہے جس میں کہ ان کی اپنے دیوتاؤں کے
حضور بنتیاں درج ہیں۔ توحید کو ظاہر کرنا چاہا چنانچہ آریہ مذہب
کے بانی نے ستیارتھ پرکاش ایک کتاب لکھی جس میں کہ ویدوں کی
شرتیوں سے توڑ مروڑ کر توحید ثابت کرنی چاہی جس کی وجہ سے نئے
لوگوں نے باوجود یکہ وہ قدیم سے ویدوں کے ذریعہ تینتیس
کروڑ دیوتا کی پرستش کرتے چلے آئے تھے۔ تردید دی کیونکہ
وہ بھی زمانہ کی روشنی سے متاثر ہو چکے تھے مگر چونکہ پنڈت
دیانند صاحب مصنف ستیارتھ پرکاش کوئی باخدا انسان نہ تھا
اسلیے اس نے اس کتاب میں ویدوں کی برتری ثابت کرنے کے لیے
ایک لوگوں پر طرح طرح کے اتہام باندھے اور خدا کو بھی اسکی خالقیت سے

جواب دیا اور گوں کا چکر قائم کیا۔ اور اس میں نیوگ وغیرہ
کے ایسے گندے عقیدے درج کیے کہ جس پر عمل کرنے نے
خود ان کی حیا نے ہی انھیں اجازت نہ دی اور پھر جب
محسوس کیا کہ ایسی تعلیم کو لوگ قبول نہیں کرینگے۔ پھر اسی
کتاب میں زبردستی غیر اقوام کو ہندوستان سے نکالنا
ٹھہرایا۔ جو آخر کار سوراجیہ وغیرہ رنگوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔
پنڈت صاحب کو لازم تھا کہ جب ان کے دل میں ہندو مذہب سے
بیزاری پیدا ہوئی تھی تو وہ جرأت سے کام لیتے اور بدھ
نانک علیہ الرحمۃ کی طرح ویدوں کو خیرباد کہتے ہوئے ہندو مذہب
سے الگ ہو جاتے۔ پنڈت صاحب کے سامنے بدھ نانک
صاحب کا نمونہ اور پھر ہم کہ دوں مسلمانوں میں سے ہو چکے تھے جو
ہندو مذہب سے بیزار ہو کر الگ ہو چکے تھے۔ مگر افسوس علانیہ
کہ وہ جرأت سے کام نہ لے سکے۔ اور ہندوؤں کے دوسرے
فرقوں دیو سماج۔ جین مت۔ شاکت مت۔ بار مارگی۔ مانیگی
وغیرہ وغیرہ کی طرح یہ نیوگی فرقہ بھی ہندوؤں میں ملا جا رہا ہے۔
تاہم مسلمانوں کو بشارت ہو کہ جب ہندو مذہب اسلام کا قدیمی
شکار ہے اور یہ اپنے اندر پرلے درجے کی بزدلی رکھتا ہے اور جو
بھی اس پر حملہ کرے ضرور کچھ نہ کچھ نظر کر ہی دیتا ہے تو اب
کسوٹ مقابلہ کی تاب لا سکتا ہے خوشی سے اچھلو اور میدان جہاد
میں اللہ اکبر کے نعرے لگاؤ۔ دشمن کسی میدان میں ٹکا مقابلہ
نہیں رہتا۔ خدا نے اس کو وہ حزب عطا کیا ہے جس سے
باطل شکست کھاتا ہے۔ نہایت استقلال سے اسلامی دلائل
کو ساتھ لیکر ہلہ بول تمہارے کلمہ توحید کے آگے
تمام بت سرنگوں ہو جائیں۔

خوب یاد رکھو کہ ہماری پشت پناہ وہ قادر مطلق ہستی ہے
کہ جس کا دزہ فدہ پہ کامل تصرف ہے اور اس کا اب ملتا ہے
کہ کذب کا قلعہ ٹوٹ جائے خدا کے غازی بنو اور
دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہی ان نعمتوں کا وارث بنائے۔
آمین ثم آمین۔

(خاکسار امیر محمد خان)

تادیب النساء

قبلہ منظم جناب والد صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم ایم اے۔ اخی المکرم ایم ابراہیم علی صاحب
منیجر الحکم کی غیر موجودگی میں خاکسار بیحد کوشش کرنیکے بعد رسالہ کو
وقت ناظرین کرام تک نہ پہونچا سکا اس پر مجھے افسوس ہی نہیں بلکہ
رنج ہے۔ اسکی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ ہماری معزز زمینوں نے ابھی تک
اسکی توسیع اشاعت کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول نہیں فرمائی
ہماری بہنوں کو چاہیئے کہ کم از کم اسکا ایک خریدار ضرور
بھیجیں (رسید کی جاتی ہے کہ امروز فردا میں رسالہ روانہ کر دیا
جائیگا) ہمیں ساتھ ساتھ اُن کی خدمت میں بھی روانہ کر سکوں۔
اور آئندہ بھی انتظار کی گھڑیاں نہ گنی جائیں۔ اور وقت پر سال
بڑی آب و تاب سے پہنچ بھی جایا کرے

اخبار الحکم
خاکسار محمد یوسف علی منیجر رسالہ تادیب النساء قادیان

(اخبار الحکم سے چھپوا کر شائع کیا گیا)